حضرت مولانا امین الحق صاحب شیخو دیہ

(۲)

معاشی بحران اور اسلام

اسلام اور سوشلزم

اشتراکیت یا سوشلزم | اشتراکی نظام فطرت اور انسانی عقل کے خلاف جذباتی نظام ہے جبر و تشدد کے بغیر قبول نہیں کیا جاتا اور نہ کسی قوم نے عقل و فطرت کے تقاضا میں اسے برضا و رغبت قبول کیا ہے اگر اسکی پشت پناہی سے جبر و تشدد کو ہٹایا جائے تو یہ جبری و قہری تحریک ان ممالک میں بھی ختم ہو جائیگی جہاں سوشلسٹ پارٹی کی اس کو سرپرستی حاصل ہے۔ اگر پانی کو آپ آگ یا دھوپ میں رکھ دیں تو خلافِ فطرت گرم ضرور ہو جاتا ہے۔ مگر آپ جب اسی پانی کو آگ یا دھوپ سے دور کر دیں گے تو کسی بیرونی سبب کے بغیر وہ خود بخود سرد ہو جائے گا۔ پانی کا گرم ہونا خلافِ فطرت ہے اور آگ اور دھوپ کی مجبوری سے ہے۔ اسی طرح جبر و تشدد کے تسلط کی وجہ سے عقل و فطرت کے خلاف اشتراکی یا سوشلزم نظام چلتا ہے، ورنہ عوام فطرتی تقاضا میں اشتراکیت سے اختصاصیت کیطرف لوٹتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشتراکیت اور سوشلزم کا پورا کارنامہ صرف اسقدر ہے کہ اس نے نیچے طبقہ کے سرمایہ دار طبقوں کی جگہ حکمرانوں کا ایسا بڑا سرمایہ دار طبقہ پیدا کیا جس نے اپنے سوا دوسرے تمام طبقات کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ سوشلزم ایک ایسے بڑے اژدہا کو معرض وجود میں لانا چاہتا ہے۔ کہ وہ خود بخود قوت و طاقت کے زور پر باقی چھوٹے چھوٹے سانپوں کو نگل جائے۔ یہ درست ہے کہ سوشلزم نے سرمایہ داری کے جوشِ انتقام میں یہ کیا کہ ہر شخصی اور انفرادی ملکیت کو ممنوع قرار دیا اور ملک کی تمام دولت کو قومی ملکیت کہا اور قومی خزانہ کو ملک والوں کا رزاق قرار دیا کہ ذاتی ملکیت اور بے انصافی ہمیشہ لازم و ملزوم رہی ہیں۔ ظلم اور بے انصافی

سے نجات پانے کی یہی صورت ہے کہ ذاتی ملکیت کو ختم کر دیا۔

کیا انفرادی ملکیت ظلم کی بنیاد ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انفرادی ملکیت ظلم و عدوان کی بنیاد نہیں ہے۔ اگر اس کا محل و مصرف درست ہے تو بڑے خیر اور نفع رسانی کو جامع ہے بلکہ وہ انسانی شرف اور بلندی کا ایسا مناسب اور لازم تقاضا ہے جس نے انسان کو حیوانات سے ممتاز کیا ہے اور اس کے اختیار اور ارادہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس فطری حق سے انسان کو محروم کرنا انسانیت کی تحقیر اور تذلیل ہے۔ افراد کی اخلاقی، سیاسی اور معاشی آزادی بڑا اہم اور ضروری امر ہے۔ اگر افراد اپنے معاش میں سوشلسٹ اقتدار اور جبر کے دست نگر ہوں تو ان کی اخلاقی اور سیاسی آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ اقتصادی غلامی اسکی رائے اور ضمیر کی آزادی کو سلب کرتی ہے اگر کسی نے اس جائز اور فطری حق کا مطالبہ کیا اور اس کا فکر و نظر اس کے نظام سے اتفاق نہیں کرتا تو وہ مجبور کیا جاتا ہے اور اس کو جینے کا حق نہیں دیا جاتا۔ معاشرہ کے افراد کیلئے اشتراکیت سوشلسٹ آقا کی غلامی کا طوق ہے۔ افراد اپنی محنت اور عمل کے منافع کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا آقا اقتدار اس کا مالک ہے۔ اس میں ہر طرح کے تصرف کا اس کو حق حاصل ہے۔ ایک محنتکار اگر اپنے عمل کی کمائی میں اختیار و تصرف کا مجاز نہیں ہے تو یہ ذلت آمیز نظریہ انسانیت پر ظلم و عدوان نہیں تو اور کیا ہے۔

اشتراکیت اور دعویٰ مساوات اشتراکیت کو یہ دعویٰ ضرور ہے کہ لوگوں میں مساوات قائم کرنے انسان کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے انفرادی ملکیت کا خاتمہ کرنا ضروری ہے۔ مگر انفرادی ملکیت میں غلامی کے اسباب کو منحصر کرنا محل تامل ہے۔ انفرادی ملکیت سے امداد باہمی کے اصول پر استفادہ کرنا، مخلوق خدا کو نفع رسانی کی صاف اور کھلی راہ ہے اور ابنائے جنس کی ہمدردی کا سادہ طریقہ ہے۔ بلکہ ابنائے جنس میں خوف و ہراس کو پیدا کرنا قاہرانہ وحشت میں بنی نوع انسان کو دبا کر رکھنا اور معاشرہ سے بالجبر اپنے نظام کو منوانا اشتراکیت کی خاص خصوصیت ہے اور انتہائی غلامی ہے۔ کیا سوشلسٹ اقتدار کے حلقہ میں ڈاکٹروں نرسوں انجنیئروں اور فنکاروں کی آمدنی سب سے زیادہ نہیں ہے۔ کیا مختلف طبقات میں اور ایک طبقہ کے مختلف افراد میں اجرتوں کا فرق اور امتیاز موجود نہیں ہے۔ کیا یہ واقعی حقیقت نہیں ہے کہ افراد میں ایک دوسرے پر باہمی برتری اور امتیاز کے حصول کا جذبہ انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہے۔ اگر انفرادی ملکیت کے خاتمہ کرنے کے باوجود بھی اشتراکیت معاشرہ

کو اس عظیم خرابی سے پاک نہیں کرسکتی ہے اور اب بھی اشتراکیت کے اقتدار میں اسی طرح کے طبقاتی امتیازات پائے جاتے ہیں تو پھر اشتراکیت کے اس بے جا تکلف کی ضرورت کیا ہے۔ اس کے بغیر بھی معاشرہ میں ایسے اصول رائج کئے جا سکتے ہیں کہ معاشرہ کے افراد میں معاشی تفاوت کم سے کم کیا جاسکتا ہے۔

اشتراکیت سرمایہ داری کا دوسرا نام ہے

اشتراکیت کا یہ دعویٰ ضرور ہے کہ ملک کی تمام دولت مساویانہ طور پہ تقسیم کی جائے گی مگر اس کے ساتھ یہ بھی اشتراکیت کا کہنا ہے کہ ملک کی تمام آمدنی اور آمدنی کے تمام وسائل سوشلسٹ اقتدار کی ملک ہیں۔ یہ فقرہ دلفریب ضرور ہے مگر یہ بڑا مغالطہ ہے۔ کیا سوشلسٹ کے سربراہ اور معاشرہ کے تمام افراد کے امتیازات اور معیار زندگی یکساں ہے۔ اشتراکیت دولت کی تقسیم نہیں کرتی کہ بڑے سرمایہ دار کا سرمایہ اور بڑے زمیندار کی زمینداری کو بانٹ دے اور معاشرہ کے افراد کو چھوٹے چھوٹے زمیندار بنادے بلکہ معاشرہ کے چھوٹے چھوٹے سرمایہ داروں اور زمینداروں کو مٹاتی ہے اور سوشلسٹ اقتدار کو بڑا سرمایہ دار اور بڑا زمیندار بنانا اشتراکی نظام کا دوسرا اور واقعی نام ہے۔ کیا یہ دولت کی تقسیم کی گئی ہے۔ یا ملک کی تمام دولت ایک قبضہ میں سمیٹ لی گئی ہے۔ اور ایک خاص گروپ اور پارٹی کے اقتدار کے لئے مخصوص کردی گئی ہے۔ اگر ظلم کو عدل اور ظلمت کو نور کہا جا سکتا ہے تو دولت کو سمیٹنے کو دولت کی تقسیم کا نام دیا جائے گا۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ جس نظام نے مزدور کو پوری مزدوری نہیں دی ہے اور اپنی محنت وعمل کی کمائی کا مالک تسلیم نہیں کیا ہے۔ اور اس کے جائز اور ضروری تصرفات کو روکا ہے۔ اس کو مساویانہ اور عادلانہ تقسیم کا نظام کہا جائے! یہ بھی عجیب بات ہے کہ سوشلزم نظام نے انفرادی ملکیت کو تسلیم نہیں کیا اور قومی اجتماعی ملک کو بغیر کسی موجب اور سبب کے تسلیم کرتے ہیں۔ اور ہر طرح کے تصرفات کا مجاز قرار دیدیا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ قومی یا اجتماعی ملک کی حقیقت کیا ہے اور ملک کی کیا تعریف ہونی چاہئے ـــــ

فقہاء اور ملکیت کی تعریف

فقہائے اسلام نے ملک کی اسطرح تعریف کی ہے ملکیت کسی شئے کے اسطرح مخصوص کرنے کا نام ہے جس کو شریعت کی رو سے محفوظ کرلیا ہے۔ یا ملکیت ایسے تصرف کرسکنے کا اختیار ہے جس کا منبع شارعؑ کا اذن ہے۔ ملکیت کا حصول اور مخصوص کرنے کا حق شرعی طور پہ حاصل ہونا ضروری ہے اور ایسے مالکانہ حقوق اور اختیار کا

اختیار ہے جنکو شارعؑ نے عطا کیا ہے۔ ملک کا تحقق اسوقت ہوتا ہے جب شارعؑ اس کو اس کو عطا کرے یا تسلیم کرے۔ ملک شارعؑ کے عطا کئے یا اس کے اسباب کے تسلیم کئے بغیر تسلیم نہیں ہوتی۔ مثلاً زمین کے ملک کے یہ معنی ہیں کہ جس زمین کو آپ نے استفادہ کے لئے مخصوص کیا ہے جس سے آپ ہی استفادہ کریں گے وہ کسی کے استفادہ کے لئے مخصوص نہیں تھی، کسی کے قبضہ اور ملک میں نہیں تھی۔ اصل سے مباح تھی شارعؑ نے اس کو آپ کے استفادہ کیلئے اختصاص کی اجازت دی ہے تو یہ آپ کی ملک ہے، اور آپ اس میں اختیار و تصرف کے مجاز ہیں۔ اسی طرح ملک رقبہ اور ملک نکاح استفادہ کے اس اختصاص کا نام ہے جس کی اجازت آپ کو شارعؑ نے دی ہے۔ اگر آپ نے کسی شئے کو غیر مشروع طریقہ سے اپنے اختیار اور استفادہ کیلئے مخصوص کیا ہے۔ تو اسطرح کا اختصاص ملک نہیں ہے۔ اور اسطرح کا اختیار و تصرف مشروع اور جائز نہیں ہے۔ معاشرہ کے کسی فرد یا افراد کی محنت کسب و عمل کی کمائی اسکی ہے۔ اس کا مالک وہی ہے جس نے حاصل کیا۔ شارعؑ نے کسی کو یہ حق نہیں دیا ہے کہ کسی کی محنت اور عمل کی کمائی کا خود بخود وہ مالک بنتا ہے اور انتقال ملکیت کے اسطرح کے اسباب کو بھی شارعؑ نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ کسی تاجر محنت کش مزدور کی محنت کسب و عمل کی کمائی کی پیداوار پر شارعؑ نے حکومت کو اپنے ملک میں لینے کی اجازت نہیں دی ہے اور جس طریقہ سے حکومت مزدور وغیرہ کی کمائی اور پیداوار لینا چاہتی ہے اس کو شارعؑ نے انتقال ملکیت کا جائز اور درست سبب تسلیم نہیں کیا ہے۔ اس لئے حکومت مالک نہیں بن سکتی اور نہ کسی طرح کے تصرف کی مجاز ہے مسلمان اس نظام کو اسلامی سوشلزم کہے تو کیسے اور کیونکر کہے۔

مالک کی مرضی کے بغیر اس کی ملکیت میں تصرف

قرآنِ شریف میں ارشاد ہے (اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے) ایمان والوں کو قرآنِ شریف ان کی محنت اور کسب کی پیداوار میں خواہ کاشت کی پیداوار ہے یا مزدوری تجارت کی پیداوار انفاق کرنے کا امر دیتا ہے۔ خواہ عشر و خراج میں خرچ کرے یا ضعیف خستہ حال مسلمان کے معاش میں خرچ کرے۔ بہرحال اس کو مالک قرار دیتا ہے اور اس کے اختیار اور ارادہ سے اس ہی کو تصرف کرنے کا حق دیتا ہے۔ قرآن شریف کے اس طرزِ بیان سے بعض حضرات کی یہ غلط فہمی بھی رفع ہوتی ہے کہ آیت میں انفاق کا امر

فرد کیطرح حکومت اور اجتماع کو بھی شامل ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف مزدور محنت کار کو اسکی محنت اور عمل کی کمائی کا مالک قرار دیتا ہے۔ اور اس ہی کو اس میں تصرف کا حق دیتا ہے۔ حکومت نے اس کمائی کے حاصل کرنے میں نہ محنت کی ہے اور نہ اس کے عمل کو اس میں دخل ہے۔ حکومت اور اس کے کارندوں نے جو کچھ کیا ہے۔ اسکی اجرت ان کو مل رہی ہے، اس کے وہ مالک ہیں اس میں تصرف کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص یا ریاست کو یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ لوگوں سے کام کرائے مگر اسکی اجرت اور محنت کی پیداوار کو پورا نہ ادا کرے اور خود مالک اور متصرف بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مزدور کی پوری اجرت نہیں ادا کی، قیامت کے دن حق تعالیٰ اس سے خود نمٹے گا۔ [۱]

حکومت اور شخصی ملکیت میں دست اندازی | اسلام کسی فرد کی کمائی اور دولت کے لینے کا حکومت کو کیا حق دیتا مشترک املاک کو بھی اگر حکومت اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہے تو اسلام حکومت کو اس حق دینے کا بھی روادار نہیں ہے، چہ جائیکہ کسی فرد کی کمائی کا تمام سرمایہ حکومت کو لینے کا روادار رکھے۔ اسلام نے اپنے نظام میں بعض اشیاء کو مفاد عامہ کے پیش نظر سب کے لئے یکساں طور پر مباح قرار دیا ہے اور کسی فرد یا جماعت کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ مفاد عامہ کے خلاف اسطرح اپنے قبضہ اور تصرف میں کریں کہ دوسروں کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے مگر حکومت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ بعض قطعات اراضی کو اس غرض سے دوسروں کو آباد کرنے سے روک دے کہ ان میں گھاس اور چارہ جانوروں کے چرنے کے لئے مباح ہو یا حکومت اجتماعی اغراض کے تحت عام استفادہ کے علاوہ زمین کے قطعہ میں سے ایک حصہ اپنے لئے مخصوص کرلے اور افراد کی دسترس سے باہر قرار دے اور اس حق کے جواز کی وجہ وہ اہم اجتماعی ضروریات ہیں جنکی تکمیل حکومت کے ذمہ ہے۔ شریعت میں اس کو حمی کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمی کا حق اللہ اور اس کے رسولؐ کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ [۲]

ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے مخصوص کرلیا تھا۔ [۳]

---

[۱] بخاری کتاب الاجارۃ [۲] بخاری شریف کتاب المساقات صـ ۳۱۹ ابوداؤد شریف کتاب الخراج والفئ والامارۃ صـ ۴۳۹

[۳] (کتاب الاموال صـ ۲۹۸)

ایک اعرابی نے حضرت عمرؓ سے کہا: اے امیر المومنین! یہ ہمارے علاقے ہیں ہم نے ان کے لئے جاہلیت میں لڑائیاں لڑی ہیں اور یہاں رہتے ہوئے ہم اسلام لائے ہیں۔ آپ کیوں ان کو حکومت کے لئے مخصوص کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سنکر سر جھکا لیا۔ اعرابی کے بار بار سوال دہرانے کے بعد فرمایا سارا مال اللہ کا مال ہے اور سارے بندے اللہ کے بندے ہیں۔ خدا کی قسم اگر یہ جانور نہ ہوتے جنکو مجھے خدا کی راہ میں سواری بنانا ہے تو میں ایک مربع بالشت زمین بھی حمی نہ قرار دیتا اور یا اسطرح فرمایا یہ سارے علاقے اللہ کے علاقے ہیں اور اللہ کے مویشیوں کیلئے ان کو حمی بنایا جاتا ہے جنکو اللہ کی راہ میں سواری بنایا جائے گا۔[1]

کسی اجتماعی ضرورت کیلئے حکومت کا اختیار | زمین کے کسی اختصاص کے مذکورہ واقعات سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت اپنے لئے زمین کے کسی حصہ کو ایسے وقت مخصوص کر سکتی ہے جبکہ اجتماعی اہم ضرورت ہو ورنہ نہیں۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ زمین کے مخصوص کرنے میں رحمی بنانے میں لوگوں پر تنگی اور ان پر ظلم اور ضرر رسانی ہے۔ اس لئے حضورؐ نے اس سے منع فرمایا اور حضورؐ اس سے اس لئے مستثنیٰ کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میزان عدل عطا فرمائی تھی۔ اور اس بات سے آپ کو محفوظ کیا تھا کہ کوئی ناجائز بات آپ سے صادر ہو۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ابواب ابتغاء الرزق)

اسلام اپنے معاشی نظام میں معاش کے تمام وسائل میں صرف زمین کے ایک حصہ کے مخصوص کرنے کیلئے حکومت کو اس شرط پر اجازت دیتا ہے کہ جہاد جیسی اہم اجتماعی ضرورت اس کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوتی ہے۔ اور ایسی شخصیت کو اجازت دیتا ہے جس کے ایسے تصرف اور تخصص سے معاشرہ کو کسی قسم کی تکلیف اور تنگی کا خطرہ نہیں ہے۔ لیکن سوشلزم ملک کی تمام دولت کو بغیر کسی شرط اور ضمانت کے حکومت کا ملک اور حق قرار دیتا ہے۔ اور حکومت کے ہر ایک تصرف کو جائز اور برقرار رکھتا ہے۔ کیا سوشلزم کے معاشی نظام کو اسلام کا معاشی نظام کہا جائے گا۔ اور سوشلزم کے ساتھ اسلام کے نام کا پیوند لگانا صحیح اور اسلام ہو سکتا ہے۔

اسلام اور سوشلزم | یہ درست ہے کہ اشتراکیت کے علمبردار بڑی غمخواری کے ساتھ وعظ سناتے ہیں کہ سوشلزم معاشی نظام اور سماجی انصاف کا دوسرا نام ہے وہ عقاید و

[1] کتاب الاموال ص ۲۹۸

اعمال سے بحث نہیں کرتا کسی کے مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیتا کسی قسم کی مذہبی پابندی نہیں لگاتا۔ کچھ حرج نہیں ہے کہ اسلام کو عقیدہ بنائیں اور اسلامی اعمال کو دین کے احکام سمجھیں اور معاشی مسائل میں سوشلزم کو دستور رکھیں۔ مسلمان کے مسلمان بھی رہیں اور مارکس کی راہنمائی میں روٹی کپڑا بھی ملے گا۔ لیکن حقیقت ایسی اور اتنی نہیں ہے۔ تہذیب نو کے اساتذہ بھی اسطرح شفقت کا درس دیتے رہے کہ صرف تہذیب نو سے متعارف کرانا ان کا مقصد ہے اور یقین دلاتے رہے کہ اسلامی مزاج اور قدر کا تحفظ کرتے ہوئے بھی تہذیب نو کو اپنایا جا سکتا ہے۔ لیکن تجربہ کے بعد یہ ثابت ہوا کہ تہذیب نو کے پھندا میں پھنسنے والوں میں اسلامی مزاج و کردار کو زندہ باقی رکھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔ اور اس کے تربیت یافتہ تربیت گاہوں سے جب باہر نکلے تو اسلام سے بالکل بے خبر تھے۔ اور کسی وجہ کے بغیر خدا واسطے اسلام سے نفرت اور نفرت رکھا۔

اسی طرح اگر مسلمان نے سوشلزم کو اپنے معاش میں اپنا لیا تو مسلمان کی حیثیت سے اس کے لئے زندہ رہنا صرف دشوار نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ جس نے زہر کا پیالہ پی لیا ہے۔ جلد ہو یا دیر سے ہو مریگا۔ اور ضرور مریگا۔ خواہ اس کو مفرح جان کر پیا تھا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مارکس اور اس کے پیروکاروں کا یہ کہنا ہے کہ قوم کا معاشی پروگرام اور بنیادی عقائد و نظریات حیات دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ باہمی اس قدر مربوط ہیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور جدلیاتی اضدادی فلسفہ معاشی نظام کی بنیادی اساس ہے۔ ہر ایک نظام زندگی اور معاشرتی حالات اپنے اندر اپنی ضد کی پرورش کرتے ہیں۔ اور کسی وقت ایسے حالات رونما ہوتے ہیں کہ ان دونوں میں تصادم ہو جاتا ہے۔ اور اس تصادم سے نیا نظام اور نئی معاشرتی حالت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً اضداد کی کشمکش، سرمایہ داروں اور مزدوروں کی طبقاتی کشمکش ایسے مؤثر عوامل ہیں جو انسان کی تمام اقتصادی اور مادی ترقی کے موجب ہیں اور یہی سوشلزم کی نظریاتی بنیاد ہے۔ سوشلزم اور مادہ پرستانہ جدلی مادیت کے نظریہ میں فطری ربط اور طبعی تعلق ہے، خالق اور مخلوق رب اور بندہ کے درمیان رابطہ دین و مذہب تمام اقتصادی عوامل کی پیداوار ہیں۔ اقتصادی پس منظر سے الگ ان کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے۔ انسانی زندگی میں اصل قدر و قیمت معاشی وسائل کی پیداوار کی ہے۔ جنکی تبدیلی سے انسانی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ اور انقلاب اٹھتا ہے۔

میں مارکس کے اس تفلسف سے کہ آیا صحیح ہے یا غلط مزید بحث نہیں کرتا۔ صرف اتنی گذارش ہے کہ ہر ایک نظام زندگی میں اسکی ضد پوشیدہ ہے اور کسی وقت خاص حالات میں ظاہر ہوتی ہے اور متصادم ہوتی ہے۔ اور اس کے تصادم سے نیا نظام بنتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو یہ بھی ماننا چاہیئے کہ لیل و نہار کا انقلاب، متضاد حوادث و نوازل کی آمد خالق کائنات کا نظام نہیں بلکہ بے شعور مادہ کی کرشمہ سازیاں ہیں اور یہ کہ اشتراکی نظام زندگی میں بھی اس کی ضد اندر اندر اپنی پرورش کر رہی ہے۔ اور کسی وقت خاص حالات میں سوشلزم نظام کا تصادم ہوگا۔ اور اس کا بدل نیا نظام قائم کرے گا۔ اسطرح سوشلزم نظام بھی آخری اور مستقل نظام نہیں ہے۔ اس کا ختم ہونا بھی ضروری ہے۔ پھر اسکی طرف لپکنا کیوں اور اس کے آگے لانے کی کوشش کس لئے ہے۔ نیز جب سوشلزم نظام بھی طبعی طور پر اضداد کے تصادم سے خود بخود پیدا ہونا ہے تو ایسے حالات کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ اسکی جبری آورد کے لئے بیشمار انسانوں کی تباہی کی اور بے پناہ خونریز جد وجہد کی ضرورت کیا تھی۔ اور آجتک اسکی پشت پر سیاسی قوت تصنیفات و تحریرات کے بیشمار ذخائر، تصاویر اور فلمی دنیا کا ایک جال کیوں ہے۔ نیز اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام نے عرب کو جس نظام حیات سے متعارف کیا اور اپنے ساتھ عظیم الشان نیا انقلاب لایا۔ عرب کی سیاست کو بدلا، عرب کے ذہن افکار و مذہب و معاشی طریقۂ کار کو بدلا۔ مگر عرب میں اس سے پہلے نہ معاشی انقلاب تھا۔ اور نہ اس کے معاشی وسائل میں ایسی تبدیلی ثابت ہے۔ جو اسلام کے انقلاب کا موجب اور باعث ہے۔

■■

علامہ افغانی کی تازہ ترین تصنیف

علوم القرآن

از قلم علامہ اجل مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

ایک بے نظیر اور ایمان افروز کتاب
قیمت صرف ۷/۔ روپے۔ تاجروں کیلئے رعایت۔

مہتمم جامعہ فاروقیہ۔ ماڈل ٹاؤن۔ بہاولپور

تسخیر قمر قرآن کی روشنی میں

از منشی عبدالرحمان خان

انسان کی چاند تک رسائی سے کن قرآنی حقائق کی توثیق ہوگی۔ تسخیر کائنات سے قرآن کی کیا مراد ہے۔ ایسے سوالات کا جواب اس رسالہ میں پڑھئے
فی رسالہ ۲۵ پیسے۔ محصولڈاک ۱۰ پیسے۔
فی سینکڑہ ۲۵ روپے

عالمی ادارۂ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان شہر